بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر ۱۰

روزنامہ

الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم۔ چہارشنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۲۳ تبلیغ ۱۳۴۵ھ ش ۲ ذیقعدہ ۱۳۸۵ھ ۲۳ فروری ۱۹۶۶ء	نمبر ۴۵

اخبارِ احمدیہ

o ربوہ ۲۲ فروری۔ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

o ربوہ ۲۲ فروری۔ محترمہ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر امور عامہ گزشتہ کئی روز سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت خاص توجہ اور درد سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ سیدہ موصوفہ کو اپنے فضل سے شفائے کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین۔

o لنڈن سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا کنگ ہسپتال میں اپنڈے سائٹس کا اپریشن ہوا ہے۔ جو بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کا وجود نہایت مفید اور قیمتی وجود ہے احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آپ کی زندگی میں بے حد برکت ڈالے اور آپ کو قوم و ملک اور عالم انسانیت کی بیش از بیش خدمات کی توفیق سے نوازے۔

حضرت المصلح الموعودؓ کی بہترین یادگار حضورؓ کے جاری کردہ کاموں کو زندہ رکھنا ہے

اِس غرض کیلئے ضروری ہے کہ ہم فضلِ عمر فاؤنڈیشن کیلئے بڑھ چڑھ کر چندہ دیں

اہلِ ربوہ کی طرف سے کم از کم سوا لاکھ روپیہ پیش کرنے کے عزم کا اظہار

ربوہ میں یوم مصلح موعودؓ کے موقعہ پر منعقدہ جلسہ میں علمائے سلسلہ کی تقاریر

ربوہ ــــ مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۶۶ء کو مسجد مبارک میں محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس ناظر اصلاح و ارشاد کی زیر صدارت ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں اہل ربوہ نے پیارے آقا سیدنا المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ذات والاصفات میں مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی کے بہ تمام و کمال بڑی شان اور آب و تاب سے پورا ہونے کے اذکار مقدس سننے اور اس طرح اپنے محسن آقا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور اپنی محبت و عشق اور دلی وابستگی و عقیدت کا نذرانہ پیش کرنے کی غرض سے ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے نہ صرف مسجد کا مسقف حصہ بلکہ صحن بھی سامعین سے بھرا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں مستورات کے لئے پردہ کا انتظام تھا چنانچہ وہ بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئیں علماء سلسلہ نے جلسہ میں پیشگوئی مصلح موعود کی عظمت و اہمیت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وجود باجود میں اس کے مہتم بالشان ظہور، حضورؓ کے رفیع الشان کارناموں اور ان گنت احسانوں کا ذکر کرنے کے علاوہ اس امر پر زور دیا کہ حضور رضی اللہ عنہ کی یاد کو قائم رکھنے کا طریق یہ ہے کہ اول تو ہم حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات پر عمل پیرا ہو کر تعلق باللہ، خلافت کے ساتھ دلی وابستگی اور اطاعت نیز خدمت اسلام کے لئے قربانی و ایثار کے لحاظ سے اپنی زندگیوں کو ایسا بنائیں کہ وہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جیتی جاگتی یادگار ثابت ہو سکیں۔ دوسرے ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غلبۂ اسلام کے ضمن میں جو عظیم الشان کام جاری فرمائے ہیں ہم ان کاموں کو پورے جذبہ و جوش کے ساتھ جاری رکھ کر حضورؓ کی وصیت کے مطابق انہیں نسلاً بعد نسلٍ وسعت دیتے چلے جائیں تا یہ کام نسلاً بعد نسلٍ قیامت تک جاری رہ کر دنیا میں اسلام کے علمی غلبہ کے کامل ظہور اور اس کے قیام و دوام پر منتج ہوں۔

علمائے کرام نے اپنی تقریروں میں اس بات پر زور دیا کہ حضورؓ کی اس اصلی اور حقیقی یادگار کو نسلاً بعد نسلٍ جاری و ساری رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کے لئے ۲۵ لاکھ روپے جمع کرنے کی جو تحریک فرمائی ہے ہم اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور حضورؓ کے ساتھ اپنے محبت و عشق کے دعوے میں پورے اتریں۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اپنی صدارتی تقریر میں یہ تجویز پیش کی کہ اہل ربوہ اپنی طرف سے کم از کم سوا لاکھ روپیہ فاؤنڈیشن کے قیام کے لئے پیش کریں۔ آپ نے فرمایا سوا لاکھ روپے تو کم سے کم حد کے طور پر ہیں ورنہ اہل ربوہ کو تو اس سے بہت بڑھ کر رقم پیش کر کے تمام دوسری جماعتوں سے سبقت لے جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ اہل ربوہ اپنے وعدوں کو سوا لاکھ تک ہی محدود نہیں رکھیں گے۔ بلکہ انہیں دو تین لاکھ تک پہنچا دیں گے۔ آپ نے فرمایا جبکہ یہ رقم تین سال میں قسط وار ادا کرنی ہے۔ اہل ربوہ کے لئے تین لاکھ روپے فاؤنڈیشن کے لئے پیش کر دینا چنداں مشکل نہیں ہے۔ آپ کی اس تجویز پر سامعین نے آوازہ بلند کر کے اس تجویز سے اتفاق کا اظہار کیا۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب کارکن نظارت امور عامہ نے کی۔ بعدہ عزیز مکرم احمد علی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم "محمود کی آمین" کے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد سب سے پہلے محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائل پوری نے "پیشگوئی مصلح موعود اور اس کا ظہور" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے پیشگوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ سنا کر ان میں بیان کردہ ایک ایک علامت کا سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود باجود میں پورا ہونا ثابت کیا۔

آپ کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم۔ اے نے "حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احسانات" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے ثابت کیا کہ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ احسان کرنے میں بسر ہوا۔ حضورؓ احسان تھے چھوٹوں کے لئے، اور احسان تھے بڑوں کے لئے۔ حضورؓ احسان تھے مردوں کے لئے اور احسان تھے عورتوں کے لئے، حضورؓ احسان تھے اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے اور احسان تھے بعد میں آنے والے انسانوں کے لئے۔ اس کے ثبوت میں آپ نے حضورؓ کے ان گنت احسانوں میں سے بعض کا ذکر کیا جو بہت ایمان افروز تھا۔ اس جلسہ میں مکرم مولوی نور محمد صاحب نسیم سیفی سابق رئیس التبلیغ مغربی افریقہ

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

مسعود احمد بشیر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

خطبہ جمعہ

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

خیر سب کی سب قرآن کریم میں ہے۔

اگر اپنے لئے اور اپنی اولاد کیلئے خیر کا حصول چاہتے ہو تو قرآن کریم پڑھنے پڑھانے کی طرف توجہ دو

بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے اصل ذمہ وار ان کے والدین ہیں جنہیں اس کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہونا پڑے گا

ہر احمدی کا یہ پہلا اور آخری فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو قرآن کریم پڑھائے اور ان کے دلوں میں اسکی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۱ فروری ۱۹۶۶ء بمقام ربوہ

مرتبہ:- مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

خیرکم خیرکم لاھلہ

(ترمذی ابواب المناقب)

تم میں سے خیر وہ ہے جو اپنے اہل کے لئے بھی خیر ثابت ہو۔ خیر کا لفظ عربی زبان میں اسم کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ جب یہ لفظ اسم کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو اسکے ایک معنی یہ ہوتے ہیں کہ

حصول الشیء بکمالاتہ

کسی چیز کا اپنے تمام کمالات کے ساتھ حاصل ہو جانا۔

امام راغب نے اپنی کتاب مفردات میں لکھا ہے کہ

الخیر ما یرغب فیہ الکلّ کالعقل مثلاً والعدل والفضل والشیء النافع وضدّہ الشرّ

یعنی

خیر اس چیز کو کہتے ہیں

جس کے حصول کا سارے کے سارے لوگ بلا استثناء ارادہ کریں۔ پھر رغبت کے معنوں میں ارادہ اور محبت ہر دو مفہوم پائے جاتے ہیں اسلئے خیر کے معنے ہوں گے۔ وہ چیز جو تمام بنی نوع انسان کی محبوب ہو۔ جیسے مثلاً عقل ہے۔ اب دنیا میں کوئی انسان یہ نہیں کہے گا کہ مجھے عقل نہیں چاہیئے۔ میں تو بیوقوف اور احمق بننا چاہتا ہوں۔ پھر انصاف ہے دنیا کا کوئی انسان یہ نہیں کہے گا کہ میں انصاف کو پسند نہیں کرتا۔ پھر اس کے معنے نفع دینے والی چیز کے ہیں۔ آپ کو کوئی انسان ایسا نہیں ملے گا۔ جو کہے مجھے وہ اشیاء درکار نہیں جو نفع دینے والی ہیں بلکہ مجھے ان اشیاء کی ضرورت ہے۔ جو نقصان دینے والی ہوں۔ پس خیر ہر اس چیز کو کہیں گے جس میں تمام بنی نوع انسان رغبت اور اس کے حصول کی خواہش رکھتے ہوں اور پھر وہ چیز انہیں محبوب اور پیاری ہو۔ پھر صرف یہ نہیں کہ وہ چیز بنی نوع انسان کو پیاری ہو۔ بلکہ ہر حال میں پیاری ہو۔ چنانچہ امام راغب نے لکھا ہے کہ

وھو ان یکون مرغوباً فیہ بکل حال وعند کل امر۔

یعنی وہ چیز انسان کو ہر حال میں مرغوب ہو

اور

اگر غور سے دیکھا جائے

تو وہ چیزیں جو ہمیں بطور انسان کے مرغوب اور محبوب ہیں اور ہم ان سے پیار کرتے ہیں۔ وہی ہیں جن کا تقاضا ہماری فطرت صحیحہ کی مختلف صفات کر رہی ہوتی ہیں۔ جو چیزیں ہماری فطرت صحیحہ کے خلاف ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے بعض افراد ان سے دلچسپی لے سکتے ہیں اور انہیں اچھا سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن سارے کے سارے بنی نوع انسان اس میں رغبت نہیں رکھتے۔ اور نہ ان سے محبت کرتے ہیں۔ پس ایسی اشیاء جو اس تعریف کے ماتحت آتی ہیں۔ وہ صرف وہی چیزیں ہو سکتی ہیں۔ جن کا مطالبہ انسان کی فطرت صحیحہ کی مختلف صفات نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا پھر اس کی

فطرت میں کچھ صفات

رکھیں۔ پھر ہر صفت پر جو اس میں رکھی اپنی صفت کا ایک ٹھپہ لگا دیا۔ اس پر اپنی صفت کی مہر لگا دی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی وہ تمام صفات عطا کیں۔ جن کا تعلق اس کی دنیوی زندگی سے تھا۔ خدا تعالیٰ کی صفات تو غیر محدود ہیں۔ لیکن ایک محدود انسانی زندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جن صفات کا تعلق تھا۔ ان میں سے ہر ایک صفت خدا تعالیٰ نے انسان کو عطا کی۔ اور پھر اس پر اپنی اسی صفت کا ٹھپہ اور مہر لگا دی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک اور چیز بھی عطا کی اور وہ انسان کی طبیعت ثانیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں کامل اور غیر محدود ہے۔ اور وہ اپنی ان صفات کے غیر محدود مظاہرے ہر آن کرنے والا ہے۔ لیکن انسان محدود تھا اس لئے ان صفات کے مل جانے کے بعد اختلافی طور پر ایک چیز باقی رہ جاتی تھی۔ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتا ہے۔ جیسے فرمایا یفعل ما یشاء۔ علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ یعنی ہر چیز جسے وہ چاہے کرتا ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ پھر فرمایا خدا تعالیٰ غالبٌ علیٰ امرہٖ۔ یعنی کوئی چیز اسے کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ اب اگر خدا تعالیٰ انسان کو اپنی صفات عطا کر کے چھوڑ دیتا اور اسے طبیعت ثانیہ عطا نہ کرتا تو اس رنگ میں

یہ بنیادی اختلاف

پیدا ہو جاتا کہ وہ آزاد نہ رہتا۔ بلکہ ان صفات کے مطابق عمل کرنے پر مجبور ہو گیا۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی بعض صفات عطا کر کے کہا میں اب تمہیں آزادی بھی دیتا ہوں۔ اور اس آزادی کے لئے

ایک متوازی طبیعت ثانیہ

کی ضرورت تھی۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو کہا۔ میں نے تمہیں اپنی صفات تو دے دی ہیں۔ لیکن تم ان کے مطابق عمل کرنے پر مجبور نہیں ہو۔ میں تمہیں یہ اجازت بھی دیتا ہوں کہ اگر تم چاہو تو ان صفات کی قدر نہ کرو۔ اور ان وساوس میں مبتلا ہو جاؤ۔ جو شیطان تمہارے دل کے اندر پیدا کرتا ہے۔ تم میرے حکم کی تعمیل کی بجائے شیطان کی پیروی کرنے لگ جاؤ اور میری صفات کا مظہر بننے کی بجائے شیطانی صفات کے مظہر بن جاؤ۔ تمہیں آزادی ہے تم جو چاہو کرو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت صحیحہ کے ساتھ ساتھ ایک

طبیعت ثانیہ بھی عطا کی

اور اس کی وجہ سے انسان بعض دفعہ شیطان کی بات مان کر خدا تعالےٰ کے مقابلہ پر کھڑا ہو جاتا ہے حالانکہ انسان کی فطرتِ صحیحہ اُسے ایسا کرنے سے منع کرتی ہے۔ اسی چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

يٰاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ
بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِىْ
خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ
فِىْۤ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ
رَكَّبَكَ۔

(سورۃ انفطار)

یعنی اے انسان تجھے کس نے تیرے رب کے بارے میں مغرور بنایا ہے۔ مَا غَرَّكَ بِغَلَاءٍ کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ تجھے اس کے مقابلہ میں دلیری اور جرأت کے ساتھ کھڑے ہو جانے پر کس نے آمادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان ہم نے تجھے پیدا کیا۔ پھر تیری فطرتِ صحیحہ میں اپنی بعض صفات رکھیں اور پھر تجھے اپنی صفات کا مظہر بنایا۔ فَسَوّٰكَ پھر تیری ان صفات کو تیرے مناسبِ حال درست کیا۔ اور پھر تجھے خالی صفات ہی نہیں دیں بلکہ تجھے ان صفات کے مطابق

اعمال بجا لانے کی قوت

بھی عطا کی۔ خدا تعالےٰ تو خیر قادرِ مطلق ذات ہے۔ اس کی صفات اور اس کی قدرتیں پہلو بہ پہلو چل رہی ہوتی ہیں۔ اس کے لئے نہ اس دنیا میں کوئی روک ہے اور نہ اگلی دنیا میں کوئی روک ہے۔ وہ مَالِكُ كُلِّ شَيْءٍ ہے۔ وہ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ہے وہ قَادِرٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ہے لیکن انسان ایسا نہیں۔ اس کو اگر اللہ تعالےٰ نے محض اپنی بعض صفات دی ہوتیں لیکن ان کے مطابق اعمال بجا لانے کی طاقت اُسے حاصل نہ ہوتی تو یہ سب صفات اس کے کسی کام کی نہ ہوتیں وہ محض ایک بیکار شئے ہوتیں۔ مثلاً صفت رحم ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ انسان کو صفت رحم تو عطا کرتا لیکن رحم کرنے کے لئے جن اسباب اور ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے وہ اُسے عطا نہ کئے جاتے۔ تو یہ صفت انسان کے لئے بیکار شئے بن کر رہ جاتی۔ پس جہاں تک انسان کا تعلق ہے ضروری ہے کہ ہر صفت کے مطابق اُسے اعمال بجا لانے کے لئے مناسب ذرائع سامان اور اسباب بھی عطا کئے جائیں ورنہ وہ صفت انسان کے کسی کام کی نہیں رہتی

تو فرمایا فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ۔ ہم نے تجھے تیری صفات کے مطابق ایسی قوتیں دی ہیں اور ایسے اسباب پیدا کر دئے ہیں کہ یہ صفات ناکارہ نہ بن جائیں بلکہ تُو ان کے مطابق اپنی عملی زندگی گزار سکے۔ ہم نے تجھے

اپنی صفات کا مظہر

بنایا ہے اور ان کے مطابق عمل بجا لانے یا نہ بجا لانے میں آزاد رکھا ہے۔ پھر فِىْۤ اَىِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ۔ اسکے بعد خدا تعالےٰ نے جو صورت پسند کی اس میں تجھے ڈھالا۔ اس آیت میں اس طرف بھی لطیف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے مجبور پیدا نہیں کیا بلکہ تجھے تیری فطرتِ صحیحہ کے ساتھ ساتھ طبیعتِ ثانیہ بھی عطا کی ہے اور تجھے اجازت دی ہے کہ اگر تُو چاہے تو خدا تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے۔ اس کی صفاتِ حسنہ کا حقیقی مظہر بنے۔ اور اگر تُو چاہے تو خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں اِبَاء اور استکبار کا رویہ اختیار کرتے ہوئے بغاوت اختیار کرے اور شیطان کے گروہ میں شامل ہو جائے اور خدا تعالےٰ کا انسان کو یہ آزادی دینا بھی دراصل اُسے مظہرِ صفات باری بنانے کے لئے ضروری تھا۔ ورنہ اگر جبر کا طریق اختیار کیا جاتا تو اس میں اور خدا تعالےٰ کی دوسری مخلوقات میں کوئی فرق نہ رہتا اور انسان کو دوسری مخلوقات پر کوئی فضیلت حاصل نہ ہوتی کیونکہ خدا تعالےٰ کی ساری مخلوقات ہی اس کی اطاعت میں لگی ہوئی ہے اور وہ اس کے احکام کے بجا لانے سے انکار نہیں کر سکتی۔ دیکھو خدا تعالےٰ بھی

محنت کا پھل

دیتا ہے اور آم کا درخت بھی خدا تعالےٰ کے اذن کے ساتھ محنت کا پھل دیتا ہے یعنی انسان آم کے درخت پر محنت کرے تو خدا تعالےٰ کے اِذن کے ساتھ اُسے محنت کا پھل مل جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ محنت تو کرے اس لئے کہ اُسے اس درخت سے آم ملیں لیکن اُسے اس درخت سے کھٹّی گٹھلی حاصل ہو کیونکہ اس درخت نے خدا تعالےٰ کے حکم کی اطاعت کرنی ہے، خدا تعالےٰ کا اُسے حکم ہے کہ اگر کوئی انسان اس کی پرورش کرے تو وہ بڑا ہو کر اُسے آم ایسا میٹھا پھل دے لیکن اس آم میں خدا تعالےٰ کے صفات کا مظہر بننے کی اہلیت نہیں کیونکہ جہاں جبری اطاعت ہو وہاں کامل مظہریت پیدا نہیں ہوتی جیسے

اللہ تعالےٰ پر کسی اور ہستی کا زور نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے انسان کو بھی اسکے ایک محدود دائرہ کے اندر آزادی دیدی (بڑے دائرہ کے اندر تو وہ بھی بہت سی پابندیوں میں جکڑا ہوُا ہوتا ہے) یعنی اُس کو ایسی قوتیں عطا کر دیں کہ وہ بھی خدا تعالےٰ کی ان صفات کو جو اُسے عطا کی گئی ہیں ایک محدود دائرہ کے اندر اپنی مرضی سے استعمال کر سکے اور اگر چاہے تو وہ راستہ بھی اختیار کرلے جو اس کی فطرتِ صحیحہ کے مطابق نہیں۔

غرض

خیر کے معنے

جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے اس چیز کے ہیں جسے انسان ہر حالت میں پسند کرتا ہے۔ وہ اس میں رغبت رکھتا ہے اور اُسے حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور اگر تدبّر اور فکر سے کام لیا جائے تو ایسی اشیاء صرف وہی ہو سکتی ہیں جن کا مطالبہ ہماری فطرتِ صحیحہ کر رہی ہو کیونکہ جو چیز ہماری فطرتِ صحیحہ کے مطابق اور مناسبِ حال نہیں اُسے تمام بنی نوع انسان پسند نہیں کر سکتے۔ اس کو وہ محبوب نہیں رکھ سکتے۔ وہ ان کی مرغوب نہیں ہو سکتی۔ انسان کو مرغوب اور محبوب وہی چیز ہو سکتی ہے جس کا اس کی فطرتِ صحیحہ تقاضا کر رہی ہو۔ پس جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ

تو آپ کی اس سے یہی مراد تھی کہ تم میں سے سب سے زیادہ صاحبِ خیر یعنی ان چیزوں کو جن کا اس کی فطرتِ صحیحہ مطالبہ کرتی ہے اور خواہش رکھتی ہے۔ سارے کمالات کے ساتھ حاصل کرنے والا وہ شخص ہے جو ان سب بھلائیوں کو اپنے اہل کے لئے بھی منتخب کرتا ہے کیونکہ اگر کوئی شخص حقیقتاً یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفات کا مظہر بن کر مَیں نے ان تمام خوبیوں کو اپنے نفس کے اندر جمع کرنا ہے اور تمام دنیوی اور روحانی مدارج ارتقاء کو طے کرتے ہوئے فطرت کے سارے تقاضوں کو بہ کمال حاصل کرنا ہے یعنی خدا تعالےٰ کا بندۂ کامل بن جانا ہے۔ تو وہ یہ ہرگز برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ تمام بھلائیاں جو اُسے حاصل ہیں۔ اس کے بیوی بچوں اور دوسرے عزیزوں کو حاصل نہ ہوں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر اپنی ایک صفت ربوبیت بھی رکھی ہے۔ اب انسان ان تمام صفات کا جو خدا تعالےٰ نے اس کے اندر رکھی ہیں۔ اپنے کمالات کے ساتھ مظہر بن ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ

ربوبیت کی صفت

کا مظہر نہ ہو۔ یعنی وہ اس خیر کو جو اسکے اندر پائی جاتی ہے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں تک نہ پہنچائے۔ تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ کہہ کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ہم میں سے ہر اس شخص کے لئے جو خدا تعالےٰ کی عطا کردہ صفات کو بروئے کار لاتا ہے اور خدا تعالےٰ کی صفات میں اس کا مظہرِ کامل بنتا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی فکر کرے اور وہ ان کی صحیح رنگ میں تربیت کرنے والا ہو کیونکہ جو شخص اپنی اولاد اپنے رشتہ داروں اور اپنے خاندان (اہل میں یہ سب شامل ہیں) کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ وہ خود اپنے عمل سے اس پر مہر لگا دیتا ہے کہ وہ ان تمام صفاتِ حسنہ کو کام میں نہیں لگا رہا جو اللہ تعالےٰ نے اُسے عطا کی ہیں۔ بلکہ وہ ان میں سے بعض صفات کو نظر انداز کر رہا ہے۔ پس نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب تک تم اپنی اولاد اپنے رشتہ داروں اور اپنے خاندان کی صحیح تربیت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، تم اس مقام کو حاصل نہیں کر سکتے جس کے حصول کے لئے انسان کی پیدائش کی گئی ہے۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے

کہ انسان خیر کیسے بن سکتا ہے یا ہم کن راہوں پر چل کر خیر کو حاصل کر سکتے ہیں یا ہمیں خیر کہاں سے مل سکتی ہے۔ اس کا سادہ جواب یہی ہے کہ یہ چیز قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کریم کا ایک لفظی خلاصہ خود قرآن کریم میں "خیر" کہا گیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ (نحل ع۴) جب مسلمانوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا اُتارا۔ قَالُوْا خَيْرًا۔ وہ کہتے ہیں خیر۔ گویا "خیر" کے لفظ میں قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔ قرآن کریم کا ایک اجمالی خلاصہ خدا تعالےٰ نے اس کے شروع میں سورۃ فاتحہ کی شکل میں بیان کر دیا ہے اور اس کی آخری تین سورتیں بھی اس کا خلاصہ ہیں۔ اور پھر اس کا ایک لفظی خلاصہ "خیر" بھی ہے۔ اب دیکھو کتنی عجیب بات ہے کہ خدا تعالےٰ نے سارے قرآن کریم کا خلاصہ صرف ایک لفظ میں بیان کر دیا ہے۔ اور وہ لفظ "خیر" ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی

اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا کہ

الخیر کلّہٗ فی القرآن

(تذکرہ نیا ایڈیشن صد ۹۳)

کہ اگر تم خیر (اس کا مفہوم جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے بڑا وسیع ہے) کے حصول کا طریق جاننا چاہتے ہو۔ اگر تم اس کے حصول کے ذرائع سمجھنا چاہتے ہو۔ یا تم سمجھتے ہو کہ اس کے حصول کے سلسلہ میں تمہیں کسی ممد اور معاون کی ضرورت ہے تو تمہیں قرآن کریم کی طرف رجوع کرنا پڑے گا کیونکہ الخیر کلّہٗ فی القرآن

خیر سب کی سب قرآن کریم میں ہے

اسی لئے مَیں نے اپنے پچھلے خطبہ میں جماعت کو اپنے بچّوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھانے اور پھر اس کا ترجمہ پڑھانے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس وقت تک اس سلسلہ میں جو رپورٹیں مجھے ملی ہیں۔ ان میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جماعت کے بعض افراد باوجود اس کے کہ وہ اپنے بچّوں کو قرآن کریم پڑھا سکتے ہیں اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور باوجود اس کے کہ انہیں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ انہوں نے اس کا خیال نہیں کیا۔ ایسے احباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر وہ اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے خیر کا حصول چاہتے ہیں اور اپنے خدا کی نظر میں خیر بننا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے کی طرف رجوع کریں۔ اور اس سے خیر حاصل کریں۔ اور پھر اپنی اولاد کو بھی اس طرف لگائیں کہ ہر قسم کی خیر قرآن کریم سے ہی مل سکتی ہے اور اگر تم یا تمہاری اولاد قرآن کریم کی طرف پیٹھ کرکے آگے بڑھو گے تو یاد رکھو وہ رستہ جس کی طرف تم جا رہے ہو گے جنت کا رستہ نہیں ہوگا بلکہ جہنّم کا رستہ ہوگا۔ غرض الخیر کلّہٗ فی القرآن ہر وہ چیز جو ہماری فطرت کو سٹیس فائی (Satisfy) کرسکتی ہے اُسے تسلّی اور اطمینان دلاسکتی ہے اسکی ضرورتوں کو پورا کرسکتی ہے اور پھر وہ غرض جس کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ صرف قرآنِ کریم کے پڑھنے سمجھنے اس سے فیض حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔

اولاد کی تربیت اور اس کو قرآن کریم پڑھانے کی

اصل ذمّہ داری والدین پر ہے

انہیں اس کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ ان سے سوال کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو اس نعمت یعنی قرآنِ کریم سے جو انہیں حاصل تھی۔ کیوں محروم کر دیا۔ حالانکہ وہ اس نعمت کو اپنی اولاد تک پہنچانے کی اہلیت رکھتے تھے۔ جماعتی نظام کا یہ کام ہے کہ وہ انہیں اس طرف متوجہ کرے۔ جماعتی نظام کا یہ کام ہے کہ وہ اس کام کے لئے بعض سہولتیں مہیّا کر دے کیونکہ جب تک جماعتی نظام اس کا ممد و معاون نہ ہو۔ انسان اپنی ذاتی اُلجھنوں کو حل نہیں کرسکتا اور جماعتی نظام تمہاری اس مدد کے لئے تیار ہے۔ وہ تمہیں یہ کہے گا کہ تم پریشان نہ ہو۔ اگر تم اپنی اولاد کو اپنے اوقات میں سے صرف نصف گھنٹہ اَور دے دیا کرو اور انہیں قرآن کریم پڑھا دیا کرو تو تمہاری یہ پریشانی دُور ہو جائے گی کہ تمہاری اولاد قرآنِ کریم سے بے بہرہ ہے۔ پھر

جماعتی نظام کا یہ کام ہے

کہ وہ افراد جو فی الواقعہ اور فی الحقیقت اس قابل نہیں کہ اپنے بچّوں کو قرآن کریم پڑھا سکیں۔ ان کے بچّوں کو قرآن کریم پڑھانے کا مناسب انتظام کرے۔ مثلاً ایک غریب خاندان ہے بدقسمتی سے والدین اپنے بچپن میں قرآن کریم ناظرہ نہیں پڑھ سکے اور بدقسمتی سے ان کے قرب و جوار میں کوئی ایسا احمدی دوست بھی نہیں رہتا جو قرآن کریم پڑھانے کے قابل ہو۔ ان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ باتنخواہ استاد رکھیں اور بچّوں کو قرآن کریم پڑھوائیں لیکن ان کے پاس روپیہ نہیں جو اس انتظام پر خرچ کرسکیں۔ ایسی استثنائی حالتوں میں جماعتی نظام کا فرض ہے کہ وہ ایسے بچّوں کو قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کرے۔ چاہے اس پر رقم خرچ کرنی پڑے۔ ورنہ

اصل ذمّہ داری اور فرض والدین کا ہے

اگر ماں پڑھی ہوئی ہے یا باپ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہے تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچّوں کو بھی قرآن کریم پڑھائیں۔ اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم انہیں اس طرف توجہ دلائیں۔ ان پر اخلاقی دباؤ ڈالیں۔ انہیں غیرت دلائیں۔ اور انہیں سمجھائیں کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں قرآن کریم جیسی نعمت عطا کی ہے۔ تم اپنے چند کھوٹے پیسوں کو تو بطور ورثہ اپنی اولاد میں چلانا چاہتے ہو لیکن قرآن کریم ایسی بڑی نعمت کو اپنے پاس مہیّا رکھتے ہوئے یہ کیسے برداشت کرسکتے ہو کہ وہ تمہاری اولاد تک نہ پہنچے۔ غرض افراد کو ہر طرح سمجھانا۔ انہیں تلقین کرنا اور یاد دلانا ہمارا کام ہے۔ اور اگر کوئی شخص مجبور ہے۔ معذور ہے تو اسکی ہر ممکن مدد کرنا بھی ہمارا کام ہے لیکن اگر جماعت میں کوئی ایسا آدمی موجود ہے کہ وہ خود اپنے بچّوں کو قرآن کریم پڑھا سکتا ہے اور وہ باوجود سمجھانے کے اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ یا وہ مالدار ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس قدر توفیق دے رکھی ہے کہ وہ استاد رکھ کر اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھا سکتا ہے لیکن وہ اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ تو ایسا شخص ہمارے لئے انتہائی بے عزتی کا باعث ہے۔ ایسے شخص کو سمجھ لینا چاہیئے کہ جماعت اس کی اس حرکت کو کبھی برداشت نہیں کرے گی۔ جماعت کا یہ فرض ہے کہ جب تک ایسا شخص جماعت کے ساتھ منسلک ہے اسے اپنے بچّوں کو وقت دے کر یا رقم خرچ کرکے قرآن کریم پڑھوانے کے لئے مجبور کرے۔

مَیں نے

قرآنِ کریم کے پڑھانے کی جو سکیم

جماعت کے سامنے رکھی تھی اس پر عمل کرنے کے لئے میرے نزدیک کسی بجٹ کی ضرورت نہیں صرف انتظام کی ضرورت ہے اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ لوگ جن کے سپرد یہ کام ہے اس کی طرف پوری توجہ کریں تو ہمیں اس کام کے لئے روپیہ کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے والے دوست کثرت سے دئے ہیں اور مَیں کامل یقین رکھتا ہوں۔ جب جماعت سے اپیل کی جائے گی کہ بچّوں کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے رضاکاروں کی ضرورت ہے تو جماعت کی عورتیں اور مرد ضرورت سے زیادہ اپنے نام پیش کر دیں گے انشاء اللہ لیکن منتظمین کو بھی اس نہج اور طریق پر سوچنا اور کام کرنا چاہیئے کہ پیسہ خرچ کرنے کی طرف ان کو توجہ نہ ہو۔ اور اس یقینِ کامل کے ساتھ انہیں کام کرنا چاہیئے کہ ہم پیسہ بھی خرچ نہیں کریں گے اور ہمارا کام بھی ہو جائیگا۔

قرآن کریم ایک ایسی نعمت ہے

جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں محض اپنے فضل سے عطا کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں فطرتِ صحیحہ عطا کر دیتا اور پھر ہمیں اپنی اُن صفات کا بھی مظہر بنا دیتا جو اس مادی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں جس میں ہم نے اپنی زندگی گزارنی ہے لیکن ان صفات کے صحیح استعمال کا ہمیں علم نہ دیتا۔ ان صفات سے ہمیں صحیح طریق پر کام لینے کا علم نہ دیتا۔ وہ ان راہوں کی نشاندہی نہ کرتا جن پر چل کر ہم مدارج ارتقاء طے کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جائیں تو پھر ان صفات کا ہماری فطرت میں رکھا جانا مفید نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک طرف ہمیں فطرتِ صحیحہ عطا کی ہے۔ اور دوسری طرف قرآن کریم جیسی تعلیم دے کر اس فطرتِ صحیحہ کے صحیح نشوونما کے سامان کر دئے ہیں کیونکہ قرآن کریم کے بغیر انسان اپنی زندگی کا مقصد حاصل نہیں کرسکتا۔ اس وقت مَیں دوستوں کو اس سلسلہ میں کہ قرآن کریم سے ہمیں کس قدر پیار کرنا چاہیئے (اور پھر اگر فی الواقع پیار ہو جائے تو انسان ایک لحظہ کے لئے بھی یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اتنی اچھی۔ حسین۔ خوبصورت۔ دل کو موہ لینے والی اور دل و دماغ اور سینہ کو معطر کر دینے والی چیز ہمیں ملی ہو اور ہم اپنی اولاد اور اپنے رشتہ داروں کو اس سے محروم رکھیں) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں سے

دو اقتباسات

سُنانا چاہتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:۔

"حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا الخیر کلّہٗ فی القرآن کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام

فلاح اور نجات کا سرچشمہ

قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔

کردہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی۔ اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی۔ تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو۔ جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے یہ بڑی دولت ہے۔ اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے۔ جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں۔"

(کشتی نوح صفحہ ۲۶)

اسی طرح حضور علیہ السلام ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں:-

"بلاشبہ جن لوگوں کو راستی سے مناسبت اور ایک قسم کا رشتہ ہے۔ اُن کا دل قرآن شریف کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور خدائے کریم نے ان کے دل ہی اسی طرح کے بنا رکھے ہیں کہ وہ عاشق کی طرح اپنے محبوب کی طرف جھکتے ہیں۔ اور بغیر اس کے کسی جگہ قرار نہیں پا سکتے اور اس سے ایک صاف اور صریح بات سن کر پھر کسی دوسرے کی نہیں سنتے۔ اس کی ہر ایک صداقت کو خوشی سے اور دوڑ کر قبول کر لیتے ہیں۔ اور آخر وہی ہے جو موجب اشراق اور روشن ضمیری کا ہو جاتا ہے اور عجیب در عجیب انکشافات کا ذریعہ ٹھہرتا ہے اور ہر ایک کو حسب استعداد معراج ترقی پر پہنچاتا ہے۔ راستبازوں کو

قرآن کریم کے انوار

کے نیچے چلنے کی ہمیشہ حاجت رہی ہے اور جب کسی حالت جدیدہ زمانہ نے اسلام کو کسی دوسرے مذہب کے ساتھ ٹکرا دیا ہے تو وہ تیز اور کارگر ہتھیار جو فی الفور کام آیا ہے قرآن کریم ہی ہے ایسا ہی جب کہیں فلسفی خیالات مخالفانہ طور پر شائع ہوتے ہے تو اس خبیث پودہ کی بیخکنی آخر قرآن کریم ہی نے کی۔ اور ایسا اسکو حقیر اور ذلیل کر کے دکھلا دیا کہ ناظرین کے آگے آئینہ رکھ دیا کہ سچا فلسفہ یہ ہے نہ وہ۔ سو حال کے زمانہ میں بھی جب عیسائی واعظوں نے سر اٹھایا۔ اور بد فہم اور نادان لوگوں کو توحید سے کھینچ کر ایک عاجز بندہ کا پرستار بنانا چاہا اور اپنے مغشوش طریق کو سوفسطائی تقریروں سے آراستہ کر کے اُن کے آگے رکھ دیا۔ اور ایک طوفان ہند میں برپا کر دیا آخر قرآن کریم ہی تھا جس نے اسے پسپا کر دیا کہ اب وہ لوگ کسی باخبر آدمی کو منہ بھی نہیں دکھلا سکتے۔ اور ان کے لمبے چوڑے عذرات کو یوں الگ رکھ دیا جس طرح کوئی کاغذ کا تختہ لپیٹے۔"

(حصہ دوم صفحہ ۳۵-۵۴۲)

غرض

قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے

جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان اور خود ہماری اپنی عقل کے مطابق اور تقاضا کے مطابق ہمیں اتنا پیار کرنا چاہیئے کہ کسی اور چیز سے ہم اتنا پیار نہ کرنے والے ہوں اور وہ ہمیں اتنا محبوب ہونا چاہیئے کہ ہم ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہ کریں کہ یہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہے اس سے ہماری نسلیں محروم رہ جائیں۔ پس ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے آپ کا پہلا اور آخری فرض یہ ہے کہ آپ اپنی اولاد کو پہلے قرآن ناظرہ پڑھائیں اور پھر اس کا ترجمہ سکھائیں اور پھر ان کے لئے ایسا ماحول پیدا کریں کہ قرآن کریم کی محبت اور عشق ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے۔ اور وہ

قرآن کریم کے نئے نئے معارف

حاصل کرنے کے لئے ساری عمر کوشش کرتے چلے جائیں اور وہ اس حقیقی مقصد کو پورا کرنے کے لئے جس کی خاطر انسان کی پیدائش کی گئی ہے صحیح معنوں میں اور حقیقی رنگ میں خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر بننے والے ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کی اس کتاب سے روشنی۔ نور اور روحانی جاصل کر کے خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں پر تیزی سے گامزن ہونے والے ہوں۔ اور اس کی رضا کو زیادہ سے زیادہ اور جلد سے جلد تر حاصل کرنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو۔ اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

دعائے مغفرت

خاکسار کی اہلیہ محترمہ طلعہ بیگم صاحبہ کا مورخہ ۸/۷ فروری ۱۹۶۶ء کی درمیانی شب کو چک نمبر ۲۹۴ گ ب ضلع لائلپور میں انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ کا جنازہ ربوہ لایا گیا۔ اور ۹/۲/۶۶ کو بعد نماز ظہر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث بنصرہ العزیز نے نماز جنازہ پڑھائی اور مرحومہ کو بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔

مرحومہ کو قادیان میں حضرت اماں جان کی خدمت کا فخر حاصل رہا۔ عمر تقریباً ۶۵ سال تھی آپ بڑی بلند اخلاق اور احمدیت کی جیتی جاگتی تصویر تھیں۔ ہر ایک کے ساتھ محبت اور ہمدردی سے پیش آتی تھیں غربا اور یتامیٰ کی پرورش کرتی تھیں۔ جمعدار نواب الدین صاحب مرحوم شہید کی بڑی بہو تھیں احمدیت کی فدائی متقی اور پرہیزگار تھیں اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ آمین

خاکسار کیپٹن نواب الدین چک ۲۹۴/۱۹ گ ب میانوالی

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

۲۴ دسمبر ۱۹۶۵ء کو حضور نے مکرم صوبیدار عبد المنان صاحب افسر حفاظت کی دختر نیک اختر کے نکاح کا اعلان فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل خطبہ ارشاد فرمایا۔

(مرتبہ:- خاکسار محمد صادق سماٹری انچارج صیغہ زود نویسی)

عربی خطبہ اور آیات نکاح کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"اس وقت میں جس نکاح کا اعلان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ وہ مکرم و محترم صوبیدار عبد المنان صاحب دہلوی کی صاحبزادی عزیزہ امۃ الرحیم مسرت کا ہے۔ مکرم صوبیدار صاحب جو اس وقت میرے دائیں طرف ہیں۔

ان کے جماعت پر بہت حقوق ہیں

انہوں نے احمدیت اور مسلمانوں کی طویل عرصہ تک خدمت کی ہے۔ ۱۹۴۷ء کے فسادات کے موقع پر جب قادیان کے قریب واقع گاؤں سٹھیالی پر سکھوں نے حملہ کیا۔ تو اس گاؤں کے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے جو احمدی بھیجے گئے۔ ان میں صوبیدار صاحب بھی شامل تھے۔ سکھوں کے ساتھ لڑتے ہوئے ان کے سینہ کے دائیں جانب گولی لگی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو ان کی زندگی عزیز تھی۔ اسلئے اس نے انہیں بچا لیا۔ جس وقت یہ سٹھیالی سے قادیان آئے۔ تو ان کے سارے کپڑے خون سے سرخ ہو رہے تھے اس کے بعد ایک لمبے عرصہ تک حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کرتے رہے اور اب تک خدمت میں مصروف ہیں۔

دوست دعا فرمادیں

کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت بنائے اور فریقین کو خوشحال اور پُر سکون زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ــــ اس کے بعد حضور نے امۃ الرحیم مسرت صاحبہ اور راجہ محمد اسلم صاحب مشتاق کے نکاح کا بارہ صد روپیہ حق مہر پر اعلان فرمایا۔ اور دعا فرمانے کے بعد حضور نے مکرم صوبیدار صاحب کو مصافحہ کا شرف بخشا اور مبارکباد دی۔

پاکستان ویسٹرن ریلوے ـــ نوٹس نیلام

مندرجہ ذیل تیرہ متفرق ریفرشمنٹ روم کے ٹھیکے ۲۹ مارچ ۱۹۶۶ء کو دس بجے صبح ریلوے ہال انسٹی ٹیوٹ ہال میکلیوڈ روڈ کراچی کینٹ میں منعقد ہونے والے نیلام عام کے ذریعے دیئے جائینگے۔

مغربی طرز کے ریفرشمنٹ رومز بمقام:- جنگشاہی، کراچی شہر، خانپور، کوٹری اور روہڑی ملے جلے مغربی و پاکستانی طرز کے ریفرشمنٹ رومز بمقام } کراچی کینٹ، مچھ، سبی، نواب شاہ، میرپور خاص، پڈعیدن جیکب آباد اور داؤد۔

۲۔ نیلام کی شرائط جن کے ساتھ اس اگریمنٹ فارم کی کاپی بھی ہوگی جو کامیاب بولی دہندہ نے پُر کرنا ہوگا۔ اور جس میں ٹھیکہ کے جملہ قواعد وضوابط نیز ریلوے کے منظور شدہ کھانوں کی فہرست (MENU) مع نرخنامہ بھی شامل ہیں۔ ۱۹ مارچ ۱۹۶۶ء کے ایک بجے دوپہر تک بادائیگی قیمت دس روپے فی کاپی فی ٹھیکہ دفتر چیف کمرشل منیجر پی۔ ڈبلیو ریلوے لاہور سے حاصل کر سکتے ہیں۔ درخواست کنندگان کو متعلقہ ٹھیکہ کی تخصیص و تصریح کرنا ہوگی۔ جس کے لئے انہیں اگریمنٹ کا فارم اور قواعد وضوابط وغیرہ مطلوب ہوں گے۔

۳۔ نیلام میں شامل ہونے کے خواہش مند افراد اور ادارے یہ امر پیش نظر رکھیں کہ زیادہ سے زیادہ ۲۲ مارچ ۱۹۶۶ء کے دس بجے صبح تک انہیں ریلوے انتظامیہ کے پاس زر امانت مبلغ ایک صد روپیہ جمع کرا دینا ہوگا۔ نیز اس کے ساتھ اپنی مالی ساکھ وغیرہ کے متعلق دستاویزی ثبوت مہیا کرنا ہوگا جیسا کہ نیلام کے قواعد میں تفصیلاً بتایا گیا ہے۔

INF(L)368 (چیف کمرشل منیجر)

استطاعت

ہر صاحب احمدی کا فرض ہے کہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کو پڑھنے کے لئے دے۔

تحریک جدید کیا ہے؟

تحریک جدید کی تعریف بیان فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیرالمومنین المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا :-

"تحریک جدید نام ہے اس کوشش اور سعی کا جو اسلامی شعار اور اسلامی اصول کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہماری جماعت کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ روپیہ کا حصہ ایک ظاہری نشان ہے کیونکہ اس زمانہ میں کچھ نہ کچھ دولت خرچ کئے بغیر کام نہیں ہو سکتا"

اس ظاہری نشان کو پورا کرنے کے لئے ہر احمدی پر کچھ نہ کچھ چندہ حسب توفیق ادا کرنا واجب ہے کیا آپ اس ظاہری نشان کے حامل ہیں۔ ذرا اپنا محاسبہ تو فرمائیے؟

(وکیل المال اوّل)

تحریک جدید کے وعدوں میں اضافہ

فہرست وعدہ جات دیکھنے کے بعد جن مخلصین کے متعلق یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ مزید قربانی کر سکتے ہیں۔ انہیں درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے وعدوں میں اضافہ فرمائیں۔ چنانچہ ایسے متعدد مخلصین کی قربانیوں کا ذکر بغرض دعا الفضل میں کیا جا رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں مکرم شیخ فضل کریم صاحب سودیشی بوٹ ہاؤس سرگودھا نے اپنے سابقہ وعدہ بقدر -/۶۲ روپے تین گنا بڑھا کر یعنی بقدر -/۱۸۶ روپے پیش کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

دیگر مخیر احباب بھی اپنے وعدوں کا جائزہ لے کر حتی المقدور انہیں اضافہ فرمائیں اور اشاعت اسلام کے کام کو مضبوط کرنے کا عظیم الشان ثواب حاصل کریں۔

(وکیل المال اوّل)

درخواست ہائے دعا

۱- میری بھانجی عزیزہ شمیم اختر کی انتڑیوں کا اپریشن مورخہ ۲/۱۵ ۶۶ کو میو ہسپتال میں ہوا ہے۔ احباب کرام و بزرگان سلسلہ کی خدمت میں دردمندانہ درخواست ہے کہ عزیزہ موصوفہ کی صحت کاملہ، عاجلہ کے لئے دعا فرما دیں۔

غلام احمد احمدی صدر جماعت احمدیہ دھوریہ ضلع گجرات

۲- میری والدہ جو کہ مخلص احمدی ہیں۔ اور خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب کی ہمشیرہ ہیں ۴ سال سے پیٹ کی تکلیف سے لاعلاج بیمار ہیں۔ اب تکلیف زیادہ ہے اور پیرانہ سالی بھی ہے۔

(بیگم مظہر علی نور۔ پروجیکٹ انجنیئر ایم۔ ای۔ ایس نوشہرہ)

۳- بندہ اکثر بیمار رہتا ہے۔ (ملک نیاز احمد۔ فیض خدیجہ۔ بستی بھٹیاں پور۔ مظفر گڑھ)

۴- میرے والد حافظ عبدالحکیم صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دادو۔ بعارضہ شوگر و ہائی بلڈ پریشر عرصہ دراز سے سخت بیمار ہیں۔ (خاکسار منیر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ جماعت احمدیہ دادو)

۵- مولوی محمد طفیل صاحب۔ سابق انسپکٹر بیت المال کو موٹر سائیکل کے حادثہ میں سخت چوٹیں آئی ہیں۔ (خاکسار : محمد شفیع بھٹی اوورسیر بدین)

۶- میرے والد صاحب محترم حمید اللہ عبدالعزیز صاحب پنشنر ابن مولوی کرم داد صاحب دولمیالوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کافی عرصہ سے سخت بیمار چلے آرہے ہیں۔ (مظفر احمد ملک بی اے بی۔ ایڈ۔ دولمیال ضلع جہلم)

۷- میں اور میری اہلیہ بعض مشکلات میں ہیں۔ (خاکسار ایم۔ ایس خالد۔ مغل پورہ۔ لاہور)

۸- خاکسار عرصہ ایک سال سے دماغی دورہ میں مبتلا ہے۔ (علیم الدین قمر چک ۲۰/۱۱.۱۱ ضلع منٹگمری)

۹- عزیزہ نگہت سلطانہ بعمر ۹ سال میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ اگرچہ پہلے سے افاقہ ہے تاہم سخت کمزور لاغر ہے (شیخ محمد بشیر آزاد اسناوری پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ منڈی ربوہ کے)

۱۰- میرے غیر از جماعت دوست محمد بوٹا طاہر بعارضہ اعصابی کمزوری کے بیمار ہیں۔ (محمد یوسف شیخوپورہ)

۱۱- مورخہ ۲/۲۲ بروز جمعہ کو عزیزم مرزا نور احمد مرتضیٰ صاحب کے ہاں نیسرا بچہ ہو کر فوت ہو گیا ہے۔ (سردار علام احمد مصطفیٰ اسا کن کلاس۔ احباب ان سب احباب کے لئے درد دل سے دعا فرما دیں۔

۲۹ر رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست

تحریک جدید کے سال رواں ۳۲/۳۳ میں وعدہ کے ساتھ ہی ادائیگی کرنے والے مجاہدین

چوہدری محمد شریف صاحب کراچی		۲۱ — ۰۰
سید عبدالباسط صاحب رضوی » مع والدین		۲۵ — ۰۰
شیخ خلیل الرحمان صاحب مع اہلیہ کراچی		۶۶ — ۰۰
شیخ امین الرحمان صاحب	»	۱۱ — ۰۰
صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب معہ اہلیہ صاحبہ کراچی		۲۲۵ — ۰۰
لطیف محمد صاحب شرما ایم۔ ایس سی	»	۱۲ — ۰۰
سید انوار احمد صاحب مع والدہ اہل وعیال	»	۶۶ — ۰۰
مسعود احمد صاحب قریشی	»	۹۱ — ۰۰
اے۔ آر۔ احمد صاحب		۱۶۵ — ۰۰
استانی کلثوم بیگم صاحبہ	»	۱۶ — ۰۰
محمد یعقوب خان تبسم صاحب	»	۳۵ — ۰۰
مولوی ظفر محمد صاحب	»	۱۵ — ۰۰
ملک عبدالرحمن صاحب	»	۳۰ — ۰۰
سید جمیل احمد صاحب	»	۱۳ — ۵۰

(وکیل المال اوّل)

دورہ انسپکٹر وصایا

سید مبارک احمد شاہ صاحب انسپکٹر وصایا صدر انجمن احمدیہ کو شہر و ضلع شیخوپورہ کے دورہ پر بھجوایا جا رہا ہے۔ عہدہ داران جماعت و ممبران جماعت احمدیہ سے درخواست ہے کہ وہ ان سے ہر ممکن تعاون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز — ربوہ)

دعائے مغفرت

محترم مولوی علم دین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جلن ضلع گوجرانوالہ مورخہ ۲/۱۰ ۶۶ کو وفات پا گئے ہیں۔ مرحوم تقریباً دو سال ہوئے کہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ تقریباً ۷۵ سال عمر پائی۔ ویسے تو عالم جوانی سے احمدی عقائد رکھتے تھے۔ مگر بیعت نہ کی تھی۔

جنازہ میں بہت کم دوست شریک ہوئے۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ نیز دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس خلا کو اپنی رحمت سے پورا کر دے۔ ہم ان کے خاندان خاصکر ان کے بچوں سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ (قاضی نذر محمد قائد تحصیل ساکن چک چٹھہ۔ ضلع گوجرانوالہ)

مرض اٹھرا کی مشہور اور کامیاب دوا

حبوب مفید اٹھرا

قیمت فی شیشی پانچ روپے
مکمل کورس۔ پندرہ روپے

مکمل فہرست ادویہ مفت طلب کریں

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار۔ ربوہ

آپ ہمیشہ اپنی

طارق ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ

کی آرام دہ بسوں میں سفر کیجئے

(مینجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مغربی جرمنی کی چند انتہائی مفید اور روزمرّہ کے استعمال

کی

انگریزی ادویات

۱۔ ریوئے سی لوکل
خواہ کس قدر اور کہیں سے خون بہہ رہا ہو۔ اس دوائی کے چند قطرے ڈالنے سے خون فوراً بند ہو جاتا ہے اس کا ہر گھر میں۔ سفر میں، کاروں، بسوں میں اور فرسٹ ایڈ کے بکسوں میں ہونا بہت مفید ثابت ہوگا۔ قیمت فی شیشی ۔۔ ۔ ۶ روپے

۲۔ ایگزالب مرہم
ہر قسم کے ایگزیما اور دھدری وغیرہ کے لئے نہایت مؤثر اور مفید مرہم ہے
قیمت فی ٹیوب ۱۰ اگرام ۔۔ ۔ ۶ روپے

۳۔ پوسٹریسال فورٹ مرہم
بواسیر کے لئے بالکل نئے فارمولے کے تحت بنائی گئی ہے
قیمت فی ٹیوب ۵۰ ۔ ۴ روپے

۴۔ افرودور
عام کمزوری، نیند نہ آنا۔ کام کرنے کو جی نہ چاہنا۔ طبیعت میں چڑچڑاہٹ جلد غصہ آنا۔ ذہنی انتشار۔ تھکن اور مردانہ بانجھ پن۔
قیمت ۵۰ گولیوں کی شیشی ۔۔ ۔ ۱۵ روپے

۵۔ ڈاڈالین
موٹاپا دور کرنے اور وزن کم کرنے کے لئے بےضرر اور نہایت مفید گولیاں عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں مفید ہیں
قیمت ۷۵ گولیوں کی شیشی ۔۔ ۔ ۱۲ روپے

۶۔ ایکٹف کیپسول
آج کل کی ملاوٹ والی خوراک کھانے کی وجہ سے اور تفکرات کے باعث کمزوری اور سستی ہو جاتی ہے روزانہ دو کیپسول کھانا کھانے کے بعد استعمال کرنے سے صحت برقرار رہتی ہے بچے مرد اور عورتیں سب استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت ۴۸ کیپسول ۔۔ ۔ ۵ روپے

۷۔ ایم ویلم
یہ خالص شہد سے ٹیکے تیار کئے گئے ہیں۔ جگر کی تمام بیماریوں کے لئے عام کمزوری کے لئے خاص طور پر بڑھاپے کی کمزوری اور دل کی کمزوری کے لئے یہ ٹیکے بہت مفید ہیں ان کے لگانے سے عورتوں کے چہرے پر چھائیوں کو بہت فائدہ ہوتا ہے اور عام رنگت نکھر جاتی ہے یہ ٹیکے کسی ڈاکٹر سے لگوانے چاہئیں۔
قیمت فی ٹیکہ ۵۰ ۔ ۲ روپے

۸۔ ٹیرگان
ہر قسم کی قبض دور کرنے کے لئے نہایت مؤثر ہیں۔
قیمت ۳۰ گولیوں کی شیشی ۲۵ ۔ ۲ روپے

یہ تمام ادویات مغربی جرمنی کی چیدہ چیدہ اور بہت بڑی دواساز کمپنیوں کی بہت مشہور اور تجربہ شدہ ادویات ہیں ہر لحاظ سے قابل اعتبار ہونے کے علاوہ بے حد مفید ہیں۔

نوٹ:۔ اوپر درج شدہ قیمتوں میں محصول ڈاک شامل نہیں

شفا میڈیکو چوک میوہسپتال لاہور فون ۳۲۱۱ / ۶۲۶۹۳

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ

کے

نئے ماڈل کے چولہے

بلحاظ
اپنی خوبصورتی مضبوطی، تیل کی بچت اور افراط حرارت دنیا بھر میں بے مثال ہیں

اپنے شہر کے ہر بڑے ڈیلر سے طلب فرمائیں

مجرّب بالکل نئی

سستی دوائیں، مہنگے ڈاکٹر

اگر کسی کو صرف ایک مرض ہو جو اسے معلوم بھی ہو تو وہ اس کے لئے کیورٹیو سسٹم کی پیٹنٹ دوا منگوا کر سستا علاج کر سکتا ہے ہاں جب ایک سے زیادہ بیماریوں کی وجہ سے کیس پیچیدہ ہو تو ڈاکٹر سے باقاعدہ علاج کرانا ہی پڑتا ہے جو بہر حال نسبتاً مہنگا ہوگا آپ مندرجہ ذیل امراض کی مجرب ادویات کے متعلق لٹریچر مفت طلب فرمائیں (۱) جوڑوں کی دردیں (۲) بواسیر خونی وبادی (۳) کمزوری ہر قسم (۴) عورتوں کی جملہ امراض (۵) بچوں کی بیماریاں (۶) حیوانات کی امراض (۷) متفرق تکالیف۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی ۲۵ کمرشل بلڈنگ مال لاہور
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی۔ ربوہ

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل کا کافی سٹاک موجود ہے، ضرورت مند احباب ہمیں خدمت کا موقعہ دے کر مشکور فرمائیں۔

گلوب ٹمبر کارپوریشن — ۲۵ نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور فون ۶۲۶۱۸
سٹار ٹمبر سٹور — ۹۰ فیروزپور روڈ لاہور
لائل پور ٹمبر سٹور — راجاہ روڈ لائل پور فون ۳۸۰۹

۷۵ فی صد کمیشن

آفتابی سلاجیت

مفرد۔ بے ضرر۔ کثیر الفوائد ہونے کے لحاظ کے بے نظیر دوا ہے۔ وجع المفاصل۔ درد کمر۔ درد گردہ کے لئے تریاق ہے ضعف عامہ اور کمزوری کو توانائی اور طاقت بخشتی ہے۔ خوراک صبح و شام ۲ ماشہ ہمراہ دودھ تازہ دیں۔ قیمت ایک تولہ ایک روپیہ۔ ۲۰ تولہ کی قیمت ۸ روپیہ ۸۰ تولہ کی قیمت ۳۰ روپیہ

پتہ جڑی بوٹی سپلائی مانسہرہ ضلع ہزارہ۔ گڑھی روڈ

اعضائے رئیسہ کی تقویت کے لئے نہایت زود اثر گولیاں

جوہر مقوّیات

اعلےٰ درجہ کی مقوی اعصاب ہیں قوائے نفسانیہ پر پورا اثر کرتی ہیں۔ جید القوام ہونے کی وجہ سے طاقت اور جسم کو مضبوط بناتی ہیں۔ گرمی اور بہت سی امراض کا علاج ہیں۔ بڑھاپے کے اثر سے محفوظ رکھتی ہیں۔ دردوں کو دور کرتی ہیں۔ ۳۰ گول ۔/۵ روپے خمیرہ بادام۔ دل و دماغ اور جسمانی قوتوں کو اجاگر کرتا ہے قیمت چھٹانک ۔/۲ روپے

احمدیہ دواخانہ متصل ٹی آئی پرائمری سکول ربوہ

احباب ہمیشہ اپنی قابلِ اعتماد سروس

پرنس ٹرانسپورٹ کمپنی لمیٹڈ لاہور

کی

آرام دہ اور دلکش بسوں میں سفر کریں،

ٹریکٹ ندائے آسمانی
مع
ہمارا مذہب

فوٹو بلاک۔ بہترین لکھائی چھپائی ۲ روپے سینکڑہ

سندھی نماز مترجم

مع حمد باری تعالےٰ و دس شرائط بیعت سندھی میں دس روپے سینکڑہ ایک روپیہ کی ۸ عدد۔

ابوالضیاء عطاء اللہ الٰہی بخش۔ ربوہ

ایک خط

لکھ کر فہرست کتب سلسلہ اردو انگریزی طلب فرمائیں
اورینٹل اینڈ ریلیجس پبلشنگ کارپوریشن

قابلِ اعتماد سروس

سرگودھا

سے

سیالکوٹ

عباسیہ

ٹرانسپورٹ کمپنی کی آرام دہ بسوں میں سفر کریں (منیجر)

عبادت
نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اِس کا پابند بناؤ

جو لوگ اپنے بچوں کو نماز باجماعت کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے قاتل ہیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بچوں کو بھی نماز باجماعت کا پابند بنانے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"نماز باجماعت کی عادت ڈالو اور اپنے بچوں کو بھی اس کا پابند بناؤ کیونکہ بچوں کے اخلاق اور عادات کی درستی اور اصلاح کے لئے میرے نزدیک سب سے ضروری امر نماز باجماعت ہی ہے مجھے اپنی زندگی میں اتنے لوگوں سے ملنے اور مختلف حالات کی جانچ پڑتال کرنے کا موقعہ ملا ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے میری طبیعت کو ایسا حساس بنایا ہے کہ سو سال کی عمر پانے والے بھی اپنی عمر کے تجربوں کے بعد دنیا کی اونچ نیچ اور اچھے برے کو اتنا محسوس نہیں کر سکتے جتنا میں محسوس کرتا ہوں اور میں نے اپنے تجربہ میں نماز باجماعت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نیکی کے لئے ایسی مؤثر نہیں دیکھی۔ سب سے بڑھ کر نیکی کا اثر کرنے والی نماز باجماعت ہی ہے۔ اگر میں اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ کی پوری پوری تشریح نہ کر سکوں تو میں اپنا قصور سمجھوں گا۔ ورنہ میرے نزدیک نماز باجماعت کا پابند خواہ اپنی بدیوں میں ترقی کرتے کرتے ابلیس سے بھی آگے نکل جائے اید بظاہر اس کی اصلاح کا موقعہ نہ رہے۔ خواہ وہ کتنا ہی بدیوں میں مبتلا کیوں نہ ہو گیا ہو۔ نیکی کے متعلق نماز کے مؤثر ہونے کا مجھے اتنا کامل یقین ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں کہ نماز باجماعت کا پابند خواہ کتنا ہی بداعمال کیوں نہ ہو گیا ہو اس کی ضرور اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ ضائع نہیں ہوتا۔ اور میں شرح صدر سے کہہ سکتا ہوں کہ آخری وقت تک اس کے لئے اصلاح کا موقعہ ہے۔ مگر وہ نماز باجماعت کا پابند اس رنگ میں ہو کہ اس کو اس میں لذت اور سرور حاصل ہو۔

.... بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔ مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ یہ کہا جا سکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابل علاج نہیں رہے

.... غرض جوں جوں انسان نمازیں پڑھتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی پاکیزگی اور حمد اور عظمت کا اقرار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کے اعمالِ حسنہ کے ترازو کو بوجھل کرتا چلا جاتا ہے اور انسان کا رفع ہوتا جاتا ہے۔ اور چونکہ گناہ نتیجہ ہے مادے کے تعلق کا۔ جب انسان اس عالم سے بلند ہو جاتا ہے تو اس کا تعلق مادیت سے کم ہوتا جاتا ہے اور وہ گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے"

(تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ ۳)

محترم قاضی محمد رشید صاحب کی علالت اور درخواست دعا

میرے والد محترم قاضی محمد رشید صاحب سابق وکیل المال گزشتہ ایک ماہ سے بیمار ہیں۔ اور تشویشناک حد تک کمزور ہو چکے ہیں۔

جملہ احباب جماعت سے التجا ہے کہ وہ دعا کریں کہ شافیٔ مطلق خدا انہیں شفا عطا فرمائے اور صحت و سلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے۔ آمین

(رفیق احمد ثاقب۔ ربوہ)

چھوڑ دو حرص کرو زہد و قناعت پیدا
زر نہ محبوب بنے سیم دل آرام نہ ہو
رغبت دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو

(کلام محمود)

جلسہ یوم مصلح موعود میں علمائے سلسلہ کی ایمان افروز تقاریر (بقیہ صفحہ اول)

نے بھی تقریر کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ اور غلبۂ اسلام" آپ نے فرمایا کہ حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ذریعہ دو طرح سے دنیا میں اسلام کا غلبہ ظاہر ہوا۔ ایک تو زمین کے کناروں تک احمدیہ مشنوں کے قیام مساجد کی تعمیر دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت، سکولوں کے اجراء اور ہر قوم اور نسل کے لوگوں کے قبولِ اسلام کی صورت میں دوسرے حضورؓ کے پیدا کردہ لٹریچر کے زیر اثر مختلف مذاہب کے اسلامی نظریات کو اپنانے کی صورت میں۔ اس کے ثبوت میں آپ نے زمانہ حال کے علمائی مصنفوں کی کتب کے متعدد حوالے پڑھ کر سنائے۔

بعدہٗ مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف نے تقریر کی آپ کی تقریر کا موضوع تھا "سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کے وصال کے بعد ہماری ذمہ داریاں"۔ آپ نے فرمایا ہماری سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی بلندیٔ درجات کے لئے ہر آن دعا گو رہیں۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم عملی دعا کو اپنا شعار بنائیں۔ عملی دعا یہ ہے کہ ہم ان کاموں کو جنہیں حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شروع فرمایا تھا پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اپنا تن من دھن سب کچھ لگا دیں تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم میں سے ہر شخص حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے آپ کو حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زندہ یادگار بنائے اور ساتھ کے ساتھ فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے بڑھ چڑھ کر اپنے اموال پیش کرے تاکہ حضورؓ کے جاری کردہ کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔ چوتھی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے ہر آن یہ دعا کریں کہ اللّٰھم ایّدہ بروح القدس اور آپ کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کو لازم پکڑیں۔

آخر میں صدر جلسہ محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی عظمت و جلالت شان پر نہایت عمدہ پیرایہ میں روشنی ڈال کر آپ کے عظیم الشان کارناموں میں سے بعض کارناموں کا ذکر کیا اور خاص طور پر خلافت کے استحکام کے سلسلہ میں حضورؓ نے جو کوششیں فرمائیں اور جو اقدامات کئے ان پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ خلافت ثانیہ کے قیام کے وقت اہل پیغام نے جو فتنہ اٹھایا تھا وہ حضورؓ کی پیشگوئی کے بموجب فی الحقیقت آخری فتنہ ثابت ہوا چنانچہ جماعت حضورؓ کے وصال پر کسی قسم کا اختلاف ظاہر کئے بغیر بلا توقف پھر ایک ہاتھ پر جمع ہو گئی۔ پھر حضورؓ کا انجام بھی حسب پیشگوئی بہت اچھا ہوا۔ خدائی انکشاف کے بموجب ۱۹۴۴ء میں حضورؓ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ ہر چند کہ حضورؓ کا دعویٰ ماموریت کا دعویٰ نہ تھا۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ نے حضورؓ کو دعویٰ مصلح موعود کے بعد ہجری تقویم کی رو سے ۲۳ سال سے زائد عرصہ تک زندہ رکھ کر اور حضورؓ کے آخری سانس تک جماعت کو مسلسل ترقیات سے نواز کر غیر مبایعین کے اس اعتراض کو جو انہوں نے حضورؓ کے دعویٰ اولیت پر کیا تھا باطل کر دکھایا آخر میں آپ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے لئے بڑھ چڑھ کر رقوم پیش کرنے کی طرف توجہ دلائی اور علی الخصوص اہل ربوہ کو تحریک کی کہ وہ اس کے لئے کم از کم سوا لاکھ روپے کی رقم ضرور پیش کریں۔ آپ نے فرمایا سوا لاکھ روپے تو کم سے کم حد ہے۔ توقع یہی ہے کہ اہل ربوہ اس سے کہیں بڑھ کر رقم پیش کر دکھائیں گے

آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ بابرکت جلسہ پونے بارہ بجے قبل دوپہر اللہ تعالےٰ کے حضور عاجزانہ دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ دوران جلسہ میں محترم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال تحریک جدید نے سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں اپنی ایک نظم اور مکرم محمد احمد صاحب انور حیدرآبادی نے خود حضور رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نظم "نونہالان جماعت سے خطاب" خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴